باسمہ تعالیٰ سبحانہ

شریعت بل اور لیگ

از

افادات

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب

مدنی مدظلہ العالی

صدر جمعیۃ علماء ہند و صدر مسلم پارلیمنٹری بورڈ

مرتبہ

مولانا اصلح حسینی صاحب مدرس دار العلوم دیوبند

حسب فرمائش ناظم صاحب جمعیۃ علماء ہند،

دفتر مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند گلی قاسم جان دہلی سے شایع ہوا

قیمت ار

شریعت بل اور لیگ

از
افادات شیخ الاسلام
حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ

شریعت اس خداوندی مجموعہ قوانین اور طریقوں کا نام ہے جس پر مسلمان ہونے کا دار ومدار ہے، جو شخص شریعت کو مانتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہے وہی مسلم سوسائیٹی کا ممبر ہے اور جو اس کو نہیں مانتا اور نہ عمل پیرا ہوتا ہے بلکہ معاذ اللہ اس کو ناقص یا مقتضیات زمانہ کے غیر مطابق یا انسانی معاش و معاد کے لئے ناکافی سمجھتا ہے کسی رواج یا کسی انسانی قانون کو اس کے مقابلہ میں ترجیح دیتا ہے وہ درحقیقت اس سوسائیٹی سے خارج ہے وہ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین اور قرآن شریف کو خدا کی کتاب اور شریعت محمدیہ کو غیر منسوخ اور دائمی نہیں سمجھتا۔ یہ وہ اصول کلیہ ہیں جو کہ اس سوسائیٹی کے اصول موضوعہ اور موقوف علیہ ہیں علیٰ ہذا القیاس جو حضرات مذہب اور سیاست کو مسلمانوں کے لئے جدا جدا چیزیں قرار دیتے ہیں اور ان کی قائم مقامی کرتے ہوئے اسلامی شریعت میں بھی اس قسم کی تفریق ڈالتے ہیں وہ درحقیقت

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً۔	آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا۔ تمہارے اوپر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے دین کیلئے اسلام کو پسند کرلیا۔

کے منکر ہیں۔ مسلمانوں نے اسی شریعت کو مضبوطی سے پکڑا تو ساری دنیا پر چھا گئے بڑی سے بڑی طاقتیں ان کے مقابلہ سے عاجز آ کر ان کے قدموں پر گر پڑیں، مگر عیسائی مذہب ایسا نہیں ہے۔ عیسائیوں نے جب تک اپنے مذہب اور بائبل کی تعلیم کو نہیں چھوڑا وہ ترقی نہیں کر سکے۔ لوتھر کی رائے کلیسا کے متعلق صحیح مانی جا سکتی ہے، مگر مغرب زدوں کی یہ رائے شریعت محمدیؐ اور مذہب اسلام کے متعلق کسی طرح نہیں مانی جا سکتی۔ تاریخ اور فلسفہ دونوں اس کی تکذیب کرتے ہیں، یورپ کے چوٹی کے فلاسفر اور سائنسداں اسلام کی ہمہ گیری اور اعلیٰ تعلیم کے سامنے انگشت بدنداں ہیں۔ ہم اگر اس پر مفصل تحریر اور شہادات پیش کریں تو نہایت زیادہ طول ہو جائیگا۔ اس پر بڑی بڑی کتابیں اور ضخیم ضخیم مجلدات لکھی جا چکی ہیں بہر حال شریعت محمدی دنیا اور آخرت کی فلاح کی کفالت کرنے والی ہے اور اسی کی پابندی کی کمی کی بنا پر عالم اسلامی کی موجودہ زبوں حالی اور سابقہ مصائب پیش آئیں۔

ذلک بان اللہ لم یک مغیرا النعمۃ النعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسھم الآیۃ

اللہ تعالیٰ اپنی ان نعمتوں میں جن کو اس نے کسی قوم کو دی ہیں تغیر اور تبدیلی پیدا نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالتوں خیالات اور ارادوں میں تبدیلی پیدا نہ کر دیں (اور خداوندی عہد کو کمزور نہ کر دیں)

شریعت اور قرآن کے کسی حصہ اور کسی آیت کو نہ ماننا اور اس سے انکار کر دینا یا غیر قابل عمل جاننا اسی طرح اسلامی سوسائٹی کے خلاف ہے جس طرح تمام

قرآن اور تمام شریعت کو ماننا۔	
انتومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض الآیۃ	کیا تم خدا کی کتاب کے کچھ حصہ کو مانتے اور کچھ حصہ کا انکار کرتے ہو۔ جو ایسا کریگا اس کی سزا اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اس کی دنیا میں رسوائی ہو اور قیامت میں سب سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔

بہر حال مسلمانوں کے لئے تمام شریعت محمدیہ کو قبول کرنا ضروری ہے۔ کسی حصہ کا انکار کرنا درست نہیں ہے۔ ہاں عمل میں حسب درجات احکام تفاوت ضروری ہوگا۔ فرض واجب، مستحب، مباح، مکروہ، حرام سب کے سب اپنے اپنے درجہ کے موافق معمول بہا ہوں گے۔

جب سے ہندوستان میں انگریزی اقتدار اور غلبہ ہوا ہے اسلامی احکام میں خلل اندازی روز بروز ترقی پذیر رہی چنانچہ مختلف مقامات پر مسلمانوں کے پرسنل لا اور خصوصی قوانین پر بھی دست اندازی کی گئی۔ اور ارباب ہوا و ہوس کی خواہشات کے موافق رواج کو انگریزی حکومت نے قانون بہ قرار دیا وراثت اور تبنیت اور وصیت کے وہ احکام جو کہ آیات قرآنیہ میں صراحۃً موجود ہیں یا احادیث صحیحہ میں وضاحت کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں، رواج کے ذریعہ سے منسوخ قرار دیئے گئے ہیں، چنانچہ اودھ، فرنٹیر پنجاب کچھی میمن آف صوبہ بمبئی وغیرہ میں بھی رواج مسلمانوں میں قانون قرار دیا گیا، محمڈن لا اور شریعت اسلامیہ

پر عمل نہیں کرایا گیا۔ صوبہ سرحد کے مسلمانوں کو اس پر تنبہ ہوا اور انہوں نے
ریفارم ملنے کے بعد پوری جدوجہد کی کہ رواج کے قانون کو بدل کر شریعت
ایکٹ اور محمڈن لا کی صورت پیدا کی جائے۔ خودغرضوں اور ارباب حوادث
نے مخالفتیں کیں۔ تاکہ بیٹیوں، بہنوں وغیرہ کو میراث میں حصہ نہ ملے۔ متبنیٰ
مثل حقیقی بیٹے کے جائیداد کا مالک ہو۔ وصیت تمام مال میں جاری ہو،
وغیرہ وغیرہ۔ مگر صوبہ سرحد کی اکثریت دین اسلام اور مذہب کی وفادار تھی
اس نے پوری جدوجہد کی چنانچہ جمعیتہ العلماء کی کوششیں کامیاب ہوئیں
اور سرمایہ دار ارباب ہوا و ہوس کے خلاف شریعت ایکٹ وہاں پاس ہو کر نافذ
ہوگیا۔ اس پر مسلمانان پنجاب وغیرہ کو بھی تنبہ ہوا اور انہوں نے کوشش کی
کہ تمام ہندوستان کے لئے بھی ایسا ہی قانون پاس ہونا چاہیئے۔ چنانچہ
حافظ عبداللہ صاحب لائل پوری نے ۱۹۳۵ء میں شریعت بل کا مسودہ
وائسرائے کی اسمبلی میں پیش کردیا، جس کی غرض مندرجہ ذیل دفعہ ۲ سے
واضح ہوتی ہے۔

دفعہ ۲ کسی متناقض رواج یا دستور کے تمام معاملات جس کے فریق
مسلمان ہوں حسب شرع اسلامی طے کئے جائیں، یعنی تبنیت (متبنیٰ) اور لے
پالک بنانا، وصیت، عورتوں کی جائیداد حاصل کردہ بذریعہ وصیت، معاملات
متعلقہ وراثت، عورتوں کی مخصوص (بشمول ذاتی) جائیداد جو کہ انکو وراثتہً
ملی ہے یا کسی معاہدہ یا ہبہ کے ذریعہ یا کسی اور قانونی وجہ کی بنا پر ملی ہے،
نکاح، انفساخ نکاح، بشمول طلاق، ایلا، ظہار، لعان، خلع اور مبارات

نان نفقہ، دین مہر، ولایت، ہبہ، ٹرسٹ اور جائیداد ٹرسٹ اور وقف
کے۔

اس پر مسٹر جناح نے اسلامی احکام و قوانین کے متعلق اپنی اسی ذہنیت
کو کام میں لاتے ہوئے جس کا انہوں نے ۱۹۱۲ء میں سول میرج ایکٹ
کے ترمیمی بل میں اظہار کیا تھا شریعت بل کے متعلق بھی تباہ کن رویہ اختیار
کیا۔ آپ نے اس بل میں ایسی ترمیمات پیش کیں جنہوں نے اس کی اسلامی
روح کو بالکل مجروح کر دیا۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۷ء کو جب اس بل پر غور
شروع ہوا تو مسٹر امینی نے متوجہ کیا کہ بل اپنے محدود دائرہ سے جو کہ
پیش کرنے والے اصحاب کے ذہن میں ہے متجاوز ہو رہا ہے یہ بل ان عمومی
قوانین کو جو ہندو اور مسلمانوں کے لئے نافذ ہیں ناقابل عمل بنا رہا ہے یا کم
از کم ان پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ ایوان نے اس تحریک کو منظور کر لیا۔ اور
اس کے پیش نظر ترمیمیں طلب کیں۔ مسٹر جناح نے بجائے اس کے کہ
ایسی صورت پیش کرتے جس سے یہ قانون محرک کی تحریک کے بموجب
مسلمانوں کے مخصوص قوانین (پرسنل لا) تک محدود رہتا۔ ایک ایسی
ترمیم پیش کی جس سے تحریک کی روح ہی ختم ہوگی۔ یعنی یہ کہ مسٹر جناح نے ترمیم
پیش کی کہ دفعہ ۲ سے لفظ "قانون" نکال دیا جائے۔ مزید فرمایا کہ ۱۹۲۰ء
میں کچھی میمنوں کے متعلق کونسل میں یہ پاس ہو چکا ہے کہ تبنیت، وصیت
اور وہ جائیداد جو کہ وصیت سے ملی ہو ان میں رواج کے موافق فیصلے کئے
جائیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس مسودہ میں سے بھی یہ تینوں چیزیں

مستثنیٰ کردیجائیں اس لیئے لفظ "بلا وصیتی" لفظ "وراثت" کے بعد زاید کیا جلئے اور یہ تینوں امور بجائے لازمی کے اختیاری رکھے جائیں اور اس بنار پر دفعہ ۲ سے ان تینوں کو نکال کر دفعہ ۳ جُداگانہ بنائی جائے اور اس کی رو سے اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے چاہے تو اپنے لیئے اور اپنے بچوں کے اُوپر آئندہ نسلوں کے اُوپر امور متذکرہ بالا میں قانون شریعت نافذ کرا سکتا ہے، جس کا طریقہ دفعہ ۳ میں دیا گیا ہے، اس کو ایسا کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ ۳ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

دفعہ ۳ ضمن ج "وہ مقررہ فارم کے مطابق اس بات کا اقرار کر کے دے اور اس کو حاکم مقررہ کے سامنے پیش کرے جس میں اس بات کا اقرار ہو کہ وہ چاہتا ہے کہ اس دفعہ کا فائدہ حاصل کرے تو اس اقرار کے بعد دفعہ ۲ - آئندہ ایسے اقرار کرنے والے اور اس کے نابالغ بچوں اور آئیندہ نسلوں پر اسی طرح عاید ہوگی - گویا کہ اس میں الفاظ تبنیت و وصیت اور جائیداد جو بذریعہ وصیت کے دی گئی ہے وہ بھی شامل ہے"

لفظ "وراثت" کے ساتھ "بلا وصیتی" اس وجہ سے زاید کیا گیا ہے مسٹر جناح کی ترمیم کی رو سے وصیت کرنیکا اختیار حسب رواج سابق مسلمانوں کے لیئے رکھا گیا ہے جس کی تفصیل دفعہ ۳ میں معلوم ہو گئی۔

غرضیکہ مسٹر جناح کی ترمیم اِن کی اور مسلم لیگ پارٹی کی زور آوری سے قبول کر لی گئی - اور شریعت ایکٹ ترمیملئے مذکورہ کے ساتھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۷ء کو اسمبلی میں پاس کر دیا گیا - کیونکہ زرعی جائیدادوں اور خیرات

اور خیراتی اور مذہبی اوقاف کے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء نے اختیارات صرف صوبہ جاتی اسمبلیوں کو دیدیئے ہیں اس لئے یہ امور بھی ایکٹ سے مستثنیٰ قرار دے دیئے گئے تھے۔

مدینہ اپنے آرٹیکل میں لکھتا ہے کہ اس مسودہ قانون کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو نکاح وطلاق، خلع، مہر، وراثت، تقسیم جائیداد وغیرہ جیسے امور میں اسلامی فقہ اور قوانین شرعیہ کا پابند کیا جائے اس وقت تک یہ تمام معاملات مقامی رسم ورواج کے ماتحت طے کئے جاتے تھے۔ جو بعض صریحًا اسلامی احکام کے منافی ہوتے تھے۔ تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں سے اسی غیر شرعی طریقہ کو ختم کرنے اور ان کو شریعت حقہ کا فرمانبردار بنانیکی مبارک نیت سے یہ قانون اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا۔ اور کانگرس کے ہندو ممبروں نے بھی اس مسئلہ میں مسلمانوں کو اپنے تعاون اور اشتراک کا یقین دلایا تھا۔

لیکن عین اس وقت جبکہ بل کی تیسری خواندگی بھی قریب الختم تھی اور یہ بل پاس ہوکر قانون بننے والا تھا مسلم لیگ کے صدر، اسلام اور اسلامی کلچر کے واحد محافظ قائداعظم نے اٹھکر اس قانون شریعت کو پرزے پرزے کرنے میں اپنی تمام قانونی قابلیتیں صرف کردیں اور انتہائی ہوشیاری کے ساتھ چند ترمیمات پیش کر کے ان تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا۔ جو نیک نیت مسلمانوں نے اسلامی قانون کو مسلمانوں کے لئے پاس کرانے کیلئے کی تھیں۔

مسٹر جناح کی ان ترمیموں کا منشا یہ تھا کہ اس قانون کو قانون نہ کہا جائے (جس کی پابندی ہر حال میں ضروری ہوتی ہے) بلکہ قواعد کے نام سے موسوم کیا جائے۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ وہ تمام غیر اسلامی دفعات اور ضوابط جن پر اسوقت تک عمل درامد ہو رہا تھا اور جو اس شریعت بل سے منسوخ ہونے والے تھے۔ وہ سب بدستور باقی رہیں، اور کوئی قانون منسوخ نہ ہو۔ بلکہ جہاں کہیں شریعت بل اور ان قوانین میں کوئی اختلاف ہو تو شریعت بل کی دفعات کو نظر انداز کر دیا جائے اور اس کے مقابلہ میں سابقہ غیر اسلامی قوانین ہی کو ترجیح دی جائے۔ اور انھیں پر عمل درامد کیا جائے اور جب مسٹر جناح کو متنبہ کیا گیا کہ ان ترمیمات کی وجہ سے شریعت بل کا اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے تو انہوں نے انتہائی بے اعتنائی کے ساتھ یہ کہکر ٹالدیا کہ میں ایسی تجویز کی تائید کرنا پسند نہیں کرتا۔ جو ناممکن العمل ہو، خواہ مخواہ ہوا میں اڑنا مجھے پسند نہیں (مدینہ بجنور ۷۷ جلد ۲۶ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۷ء)

مسٹر جناح کے اس ارشاد کے معنی کیا یہ نہیں ہیں کہ وہ ہندوستان میں ہر جگہ یکسانیت کے ساتھ اسلامی قوانین کے رائج ہونے کو ناممکن العمل سمجھتے ہیں؟ کیا یہی وہ قرآنی احکام ہیں جنکو پاکستان میں جاری و نافذ کرنیکے لئے مسلم لیگی رہنما بے قرار ہیں، اور کیا یہی وہ اسلامی تہذیب و کلچر ہے جسکی حفاظت کے لئے پاکستان قائم کرنا ضروری ہے؟

غرض شریعت بل مسٹر جناح کی انہیں ترمیموں کے ساتھ پاس ہوا اور اس کے پاس ہو جانے سے ہر شخص کو یہ اختیار باقی رہا کہ اس کا دل چاہے تو

اس شرعی ضابطہ کو ملنے اور اگر نہ چاہے تو اسی انگریزی شریعت پر عمل کرتا رہے۔ جو انگریزی حکومت نے اس کے لئے بنا دی ہے،

اب مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ مسٹر جناح اور لیگ پارٹی کا یہ عمل شریعت اسلامیہ اور قرآن شریف وحدیث اور مذہب اسلام سے صریح بغاوت نہیں ہے، تو اور کیا ہے؟ قرآن فرماتا ہے۔

وما جعل ادعیاء کم ابناءکم	تمہارے منہ بولے بیٹوں کو اللہ تعالےٰ نے تمہارے بیٹے نہیں کیا

یعنی خداوندی قانون میں تمہاری حقیقی اولاد کی طرح نہیں ہیں۔

ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله	ان منہ بولے بیٹوں کو انکے اصلی باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ یہی اللہ تعالیٰ کے یہاں انصاف ہے۔

مگر رواج ان کو حقیقی بیٹوں کا حق دلاتا ہے۔ وصیت کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں کہ

(۱) تہائی سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے۔

(۲) کسی وارث کے لئے وصیت نہ ہونی چاہیئے۔ مگر رواج اس سب کو مانتا اور چلاتا ہے۔ مال میراث خواہ وصیتی ہو یا اور کسی طرح کا حسب قرآن شریف سب میں وراثت چلتی ہے، مگر رواج اس سب میں مخالفت کرتا ہے۔ لیگ کا یہ فیصلہ صراحتہً خلاف مذہب اسلام ہے۔ کبھی میمنوں نے اگر اسلام کے ساتھ بغاوت کا معاملہ کیا تھا تو اِن حضرات کو اُن کے ناجائز

عمل کو مٹانا ضروری تھا نہ یہ کہ اس ناجائز عمل کی وجہ سے خود ناجائز حرکت کے مرتکب ہوجائیں اور قانون میں سے ان امور کو نکلوا دیں۔

پھر یہ امر کہ شرط لگائی جائے کہ اگر کوئی شخص ان امور میں بھی شریعت کو نافذ کرنا چاہے۔ تو انگریزی افسر کے سامنے اقرار کرے تب اسپر اور اس کی اولاد اور نسل پر شریعت کا حکم نافذ ہوگا کیا صراحتہ مذہب میں مداخلت نہیں۔ کہ کسی شخص کا ترکہ وغیرہ حسب شریعت اسلامیہ جب تقسیم ہوسکتا ہے۔ جبکہ وہ انگریزی افسر کے سامنے اقرار کرکے لکھوادے ورنہ نہیں۔ اور پھر قانون کو اگر اختیاری غیر لازمی کیا جائے تو قانون بنوانے کی ضرورت ہی کیا رہتی ہے، یہی وجہ تھی کہ سر محمد یعقوب صاحب مرحوم نے فرمایا تھا کہ "ایک اسلامی قانون کی روح نکل گئی" افسوس سنہ ۱۹۳۸ء میں حاجی عبدالرزاق صاحب نے کچھ میمنوں کے لئے یہ درخواست دیکر سنہ ۱۹۲۰ء کا قانون منسوخ کرالیا۔ اور ایسے کاغذات پیش کئے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ کچھی میمنوں کی اکثریت شریعت ہی کو چاہتی ہے۔ رواج کی مخالف ہے، اس لئے مسٹر محمد احمد کاظمی نے ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۴۲ء میں شریعت مذکور کے لئے ایک ترمیمی بل پیش کیا جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ شریعت ایکٹ میں تبنیت اور وصیت اور وصیتی مال کی وراثت کا استثنا مسٹر جناح نے اس بنا پر کرایا تھا کہ کچھی میمنوں کے لئے ان امور کا رواجی ہونا سنہ ۱۹۲۰ء میں پاس ہوچکا ہے، مگر اب چونکہ کچھ میمنوں نے خود اس کو منسوخ کرالیا ہے تو یہ ترمیمات پیش کردہ مسٹر جناح بھی منسوخ ہوجانی

چاہئیں۔ اور شریعت ایکٹ تمام مسلمانوں پر مندرجہ امور میں لازم ہونا چاہیئے۔ مگر لیگ پارٹی نے موافقت نہ کی۔ بلکہ مسٹر جناح نے مندرجہ ذیل تقریر فرما کر ہمیشہ کے لئے اس بارہ میں سکوت اختیار کر لیا۔

میں اس ایوان کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میری اطلاع ہے اور یہ واقعہ بھی ہے کہ رضامندی کے طریقہ سے یعنی لوگوں کو رضامند کرنے کے طریقہ سے نصف سے زیادہ کھچی میمنوں نے اجازت کی درخواستیں دیکر شرعی قانون کے پابند ہوگئے ہیں، ہم کوئی چیز چھوڑنا نہیں چاہتے، ہم کو لوگوں کو ترغیب دینے کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔..... اس لئے ہم کو اُس طریقہ کا تجربہ کرنا چاہیئے۔ جو بڑی حد تک کامیاب ہو چکا ہے،

لیکن اگر بالآخر ہم کو معلوم ہو کہ ترغیب دینے کا طریقہ کامیاب نہیں ہوتا اور اس وقت ایوان کا یہ خیال ہو کہ تبنیت اور وصیت کے بارے میں بھی مسلم پرسنل لا نافذ کیا جائے۔ تو ہم اس پر غور کریں گے۔

(رپورٹ اسمبلی ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء)

اس کے بعد بھی مسٹر محمد احمد کاظمی نے بار بار توجہ دلائی کہ اِن کی ۱۹۴۲ء والی ترمیم پاس کر دیجئے۔ مگر لیگ پارٹی کسی طرح آمادہ نہ ہوئی تا اینکہ ۱۹۴۵ء میں کاظمی صاحب نے ترمیم واپس لے لی۔

مسلمانو! غور کرو۔ کہ جن لیگیوں کو تم نے ووٹ دیکر اسمبلی میں اسلام کی خدمت اور ترقی کے لئے اور اپنی بہبودی و فلاح کی غرض سے بھیجا تھا وہ کس طرح شریعت اور مذہب کے ساتھ وہاں بغاوت کرتے ہیں۔ اور

علی الاعلان یہ اسلام سوز کارروائیاں کی جاتی ہیں۔

کیا اِن امور کی موجودگی میں لیگی پارٹی اس امر کی مستحق ہے کہ اُس کی امداد کی جائے۔ اور اس کو ووٹ دیا جائے؟

اور کیا وہ اسلام اور مسلمانوں کی نمائندہ تسلیم کی جا سکتی ہے۔ اور اگر تم نے اِن امور کو جانتے ہوئے اِن کو ووٹ دیا۔ تو کیا تم شریعت اور مذہب اسلام اور مسلمانوں کے حامی اور وفادار کہلائے جاؤ گے، یا خائن اور غداروں کے معین و مددگار۔

سوچو۔ اور سمجھو!

وما علینا الا البلاغ

ہم نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ اصلی واقعات ہیں، کوئی چیز بناوٹی نہیں ہے۔ مندرجہ حوالوں سے تحقیق کی جا سکتی ہے،

واللہ الموفق

اصلح الحسینی۔ مدرس دارالعلوم دیوبند۔

انتخابی مہم کے تمام پہلوؤں کو سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل رسائل ملاحظہ فرمائیے۔

ضمیمہ ثانیہ

ہندوستان کے موجودہ جمود کا حل

جمعیۃ علماء ہند کا فیصلہ

پُراسرار معمہ کے مفصل حل کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کے موقف کے متعلق جمعیۃ علماء ہند کا فیصلہ بھی نقل کر دیا جائے تاکہ رسالے کے ملاحظہ کرنے والے یہ فیصلہ کر سکیں کہ جمعیۃ العلماء صرف منفی پہلو میں مسلم لیگ کے خلاف نہیں رہی بلکہ اس کے سامنے ایک واضح اور صاف نقشہ ہے جس کو وہ پاکستان سے بہتر سمجھتی ہے اور از روئے دیانت اس کا یہ فیصلہ ہے کہ پاکستان کا مبہم مطالبہ مسلمانوں کے لیے تباہ کن ہے، اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ جس طرح ۱۹۱۴ء کی جنگ کے بعد سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے کر کے بہت سے پاکستان بنا دیئے گئے۔ عراق علیحدہ شام علیحدہ، فلسطین علیحدہ، حجاز علیحدہ وغیرہ وغیرہ جو فرانس اور برطانیہ کے پنجہ استبداد میں آج تک کسے ہوئے کراہ رہے ہیں اسی طرح ۱۹۴۵ء کی جنگ کے بعد وعدۂ آزادی کو پورا کرتے ہوئے ہندوستان کے حصے بخرے کر دیئے جائیں جو ہمیشہ ایک دوسرے کے بر مقابل۔ انگریزی اقتدار کے متمنی رہیں۔ اور لطف یہ کہ یہ خود مسلمانوں کے مطالبہ کی بنا پر ہو جیسا کہ مسٹر جناح نے فرمایا تھا۔ اور جب تک دونوں ٹکڑے آپس میں امن سے نہ رہیں تب تک برطانوی حکومت کا فوجی اور خارجی کنٹرول ضروری ہے،

دینہ بجنور ہے ۲۳ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۴۲ء

فیصلہ ۔ الف ہمارا نصب العین آزادی کامل ہے (ب) وطنی آزادی میں مسلمان آزاد ہونگے ۔ انکا مذہب آزاد ہوگا مسلم کلچر اور تہذیب وثقافت آزاد ہوگی وہ کسی ایسے آئین کو قبول نہ کریں گے جسکی بنیاد ایسی آزادی پر نہ رکھی گئی ہو۔ (ج) ہم ہندوستان میں صوبوں کی کامل خود مختاری اور آزادی کے حامی ہیں غیر مصرحہ اختیارات صوبوں کے ہاتھ میں ہوں گے، اور مرکز کو صرف وہی اختیارات ملیں گے جو تمام صوبے متفقہ طور پر مرکز کے حوالے کریں، اور جنکا تعلق تمام صوبوں سے یکساں ہو۔ (د) ہمارے نزدیک ہندوستان کے آزاد صوبوں کا وفاق ضروری اور مفید ہے، مگر ایسا وفاق اور ایسی مرکزیت جس میں اپنی مخصوص تہذیب وثقافت کی مالک نو کروڑ نفوس پر مشتمل مسلمان قوم کسی عددی اکثریت کے رحم وکرم پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو ایک لمحہ کے لئے گوارا نہ ہوگی یعنی مرکز کی تشکیل ایسے اصولوں پر ہونی ضروری ہے کہ مسلمان اپنی مذہبی سیاسی اور تہذیبی آزادی کی طرف سے مطمئن ہوں ۔

تشریح :- اگرچہ اس تجویز میں بیان کردہ اصول اور ان کا مقصد واضح ہے کہ جمعیۃ العلماء مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی اور تہذیبی آزادی کو کسی حال میں چھوڑنے پر آمادہ نہیں ۔ وہ بیشک ہندوستان کی وفاقی حکومت اور ایک مرکز پسند کرتی ہے ۔ کیونکہ اس کے خیال میں مجموعہ ہندوستان خصوصاً مسلمانوں کے لئے یہ مفید ہے ۔ مگر وفاقی حکومت کا قیام اس شرط کیساتھ مشروط ہے کہ صوبوں کے لئے حق خود ارادیت تسلیم کر لیا جائے اور وفاق کی تشکیل اسطرح

ہو کر مرکز کی غیر مسلم اکثریت مسلمانوں کے مذہبی، سیاسی، تہذیبی حقوق پر
اپنی عددی اکثریت کے بل بوتے پر تعدی نہ کر سکے۔ مرکز کی ایسی تشکیل جس میں
اکثریت کی تعدی کا خوف نہ رہے باہمی افہام و تفہیم سے مندرجہ ذیل تمام
صورتوں میں سے کسی صورت پر یا ان کے علاوہ کسی اور ایسی تجویز پر جو مسلم و غیر
مسلم جماعتوں کے اتفاق سے طے ہو جائے ممکن ہے،

(۱) مثلاً مرکزی ایوان کے ممبروں کی تعداد کا تناسب یہ ہو، ہندو ۴۵ مسلم ۴۵
دیگر اقلیتیں ۱۰۔

(۲) مرکزی حکومت میں اگر کسی بل، یا تجویز کو مسلم ارکان کی ۲/۳ اکثریت اپنے
مذہب یا اپنی سیاسی آزادی یا اپنی تہذیب و ثقافت پر مخالفانہ اثر انداز
قرار دے تو وہ بل یا تجویز ایوان میں پیش یا پاس نہ ہو سکے گی،

(۳) ایک ایسا سپریم کورٹ قائم کیا جائے جس میں مسلم و غیر مسلم ججوں کی تعداد
مساوی ہو اور جسکے ججوں کا تقرر مسلم و غیر مسلم صوبوں کی مساوی تعداد کی ارکان
کی کمیٹی کرے۔ یہ سپریم کورٹ مرکز اور صوبوں کے درمیان تنازعات یا صوبوں کے
باہمی تنازعات یا ملک کی قوموں کے اختلافات کا آخری فیصلہ کریگا۔ نیز تجویز
نمبر ۲ کے ماتحت اگر کسی بل کے مسلمانوں کے خلاف ہونے نہ ہونے میں مرکز
کی اکثریت مسلم ارکان کی ۲/۳ اکثریت کے فیصلے سے اختلاف کرے تو اسکا فیصلہ
سپریم کورٹ سے کرایا جائیگا۔

(۴) یا اور کوئی تجویز جسے فریقین باہمی اتفاق سے طے کریں۔

(خادم ملت محمد میاں غفرلہٗ) ناظم جمعیۃ علماء ہند دہلی۔

ناظم جمعیۃ علماء ہند دہلی نے دنی پرنٹنگ ورکس دہلی سے طبع کراکے شائع کیا۔